9 علاقائی تہذیبوں کا بننا

لوگوں کے متعلق بتانے کا سب سے عام طریقہ، وہ زبان بتا دینا ہے جو وہ بولتے ہیں۔ جب ہم کسی شخص کو ''تامل'' یا ''اڑیا'' کہتے ہیں تو عام طور پر اس کے یہ معنی لیے جاتے ہیں کہ وہ تامل یا اڑیا بولتا ہے اور تامل ناڈو یا اڑیسہ میں رہتا ہے۔ ہم ہر علاقے کو وہاں کے مختلف قسم کے کھانے، کپڑے (پہناوے) شاعری، رقص، موسیقی اور مصوری سے بھی منسوب کرتے ہیں۔ کبھی کبھی ان امتیازات کو یوں ہی مان لیتے ہیں اور تصور کر لیتے ہیں کہ یہ یہاں ہمیشہ سے ایسے ہی تھے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ مختلف علاقوں کو ایک کرنے والی سرحدیں ایک عرصے میں قائم ہوئی ہیں (سچ بات یہ ہے کہ یہ اب بھی برابر بدل رہی ہیں)۔ پھر ہم کسی خطے کی تہذیب کو جس طرح آج سمجھتے ہیں وہ اکثر اوقات مقامی روایتوں کے برصغیر کے دوسرے علاقوں میں موجود خیالات اور تصورات کے آپس میں ملنے اور ایک دوسرے پر اثر انداز ہونے کے خاصے پیچیدہ عمل کی پیداوار ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ہم دیکھیں گے کچھ روایتیں کسی خطے کے لیے مخصوص ہوتی ہیں کچھ ایسی روایتیں ہوتی ہیں جو بہت سے خطوں میں یکساں ہوتی ہیں، اور کچھ کسی مخصوص علاقے کے پرانے طریقوں سے حاصل کی ہوئی ہوتی ہیں، مگر دوسرے علاقوں میں پہنچ کر ان کا نیا روپ نظر آتا ہے۔

؟ معلوم کیجیے کہ پچھلے دس سال میں کتنی کتنی ریاستیں بنائی گئی ہیں۔ کیا ان میں سے ہر ریاست ایک خطہ ہے؟

چیرا بادشاہ اور ملیالم کی ترقی

ہم ایک ایسی مثال سے شروع کرتے ہیں جس میں ہم زبان اور خطے کے درمیان رشتے کو دیکھیں گے۔ ماہودیا پورم کی چیرا حکومت جزیرہ نما کے جنوب مغربی حصے میں، جو موجودہ کیرلا کا ایک حصہ تھا، نویں صدی میں قائم ہوئی تھی۔ ممکن ہے وہاں ملیالم بولی جاتی ہو۔ حکمرانوں نے اپنے کتبوں میں ملیالم زبان اور اس کے رسم الخط کو پہلی بار استعمال کیا۔ دراصل برصغیر میں یہ کسی علاقائی زبان کو سرکاری ریکارڈ میں استعمال کیے جانے کی سب سے پہلی مثال ہے۔

© NCERT not to be republished

شکل 1
کیرالا کا ایک پرانا کتبہ جو ملیالم میں تیار کیا گیا تھا۔

ساتھ ہی چیرا حکمرانوں نے سنسکرت روایات کی طرف بھی توجہ کی۔ کیرلا کے ایک مندر کے تھیٹر میں، جو اسی دور کا دریافت ہوا ہے، سنسکرت رزمیہ کی کہانیوں کو استعمال کیا جاتا تھا۔ ملیالم کے ابتدائی ادبی کام جنھیں بارھویں صدی کا مانا گیا ہے، براہ راست سنسکرت سے لیے گیے تھے۔ زیادہ دلچسپ بات یہ ہے کہ چودھویں صدی کے ایک متن یا تحریر لیلاتی لکم، جس کا تعلق گرامر اور شعریات سے ہے، اسے منی پراولم میں تیار کیا گیا تھا جس کے لفظی معنی ہیرے اور مونگے ہیں جو دو زبانوں کا حوالہ دیتی ہیں سنسکرت اور علاقائی زبان۔

؟
معلوم کیجیے کہ جو زبان (زبانیں) آپ کے گھر میں استعمال ہوتی ہیں انھیں لکھنے میں سب سے پہلے کب استعمال کیا گیا؟

حکمراں اور مذہبی رسمیں، جگن ناتھ فرقہ

دوسرے خطوں میں، علاقائی تہذیبیں مذہبی رسموں کے ارد گرد فروغ پائیں۔ اس عمل کی سب سے اچھی مثال جگن ناتھ عقیدے کی ہے (لفظی معنی دنیا کا مالک اور وشنو کا ایک نام ہے)۔ یہ مندر پوری، اڑیسہ میں ہے۔ آج بھی وہاں کے مقامی قبیلوں کے لوگ دیوتا کا لکڑی کا بت بناتے ہیں، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اصلی دیوتا یہاں کا مقامی دیوتا تھا۔ جسے بعد میں وشنوں کے روپ میں شناخت کیا جانے لگا۔

بارھویں صدی میں گنگا خاندان کے سب سے اہم حکمرانوں میں سے ایک آنتنا ورمن نے پرشوتما جگن ناتھ کے لیے پوری میں ایک مندر بنوانے کا فیصلہ کیا۔ اس کے بعد 1230 میں آننگا بھیما (سوم) بادشاہ نے اپنی بادشاہت کو دیوتا کے لیے وقف کر دیا اور خود دیوتا کا نائب (ڈپٹی) بن گیا۔

شکل 2
بالا بھدرا، سبھدرا اور جگن ناتھ کے بتوں کی شبیہ تاڑ کے پتے پر، اڑیسہ۔

© NCERT not to be republished

جیسے جیسے مندر یاترا کے مرکز کے روپ میں اہم ہوتا گیا ویسے ویسے اس کا اختیار سماجی اور سیاسی معاملات میں بھی بڑھتا گیا۔ جن جن طاقتوں نے اڑیسہ کو فتح کیا، جیسے مغل، مراٹھا، اور برطانوی ایسٹ انڈیا کمپنی، انھوں نے مندر پر بھی گرفت حاصل کرنے کی کوشش کی۔ انھوں نے محسوس کیا کہ اس سے ان کی حکمرانی عام لوگوں میں قابل قبول ہو جائے گی۔

شکل-3
جگن ناتھ مندر، پوری

راجپوت اور سورمائی روایات

انیسویں صدی میں وہ خطہ جس کا بڑا حصہ اب راجستھان کہلاتا ہے انگریز اسے 'راجپوتانہ' کہا کرتے تھے۔ گوکہ اس نام سے ایسا اظہار ہوتا ہے جیسے اس علاقے میں صرف یا خاص طور پر، راجپوت رہتے ہوں گے، مگر یہ بات صرف کسی حد تک صحیح ہے۔ شمالی اور وسطی ہندوستان کے بہت سے علاقوں میں ایسے بہت سے گروہ تھے (اور ہیں) جو اپنی شناخت راجپوت سے ہی کرتے ہیں اور ایسے ہی بہت سے لوگ جو راجپوت نہیں ہیں وہ راجستھان میں رہتے ہیں۔ بہر حال راجستھان کے علاحدہ یا ممتاز کلچر کو زیادہ تر راجپوتوں کی ہی دین مانا جاتا ہے۔

یہ تہذیبی روایات وہاں کے حکمرانوں کے عزم و ارادوں سے بہت گہرا تعلق رکھتی تھیں۔ لگ بھگ آٹھویں صدی میں آج کے راجستھان کے زیادہ تر حصوں پر بہت سے راجپوت خاندانوں کی حکومت تھی۔ پرتھوی راج (باب 2) ایسا ہی ایک حکمراں تھا۔ یہ حکمراں ایسے سورماؤں کے نمونے یا کردار دل میں بسائے رہتے تھے جو دلیری سے لڑنے اور اکثر ہار کا منہ دیکھنے کے مقابلے میں میدان جنگ میں موت کو چن لیا ہو۔ ان راجپوت

سورماؤں کی کہانیاں ان نظموں اور گیتوں میں ریکارڈ کر لی گئیں جو خاص طور پر تربیت یافتہ بھاٹ یا گویّے گایا کرتے تھے۔ان میں ان سورماؤں کی یادیں بھی محفوظ ہوگئیں اور ان سے دوسروں کی ہمت افزائی کی بھی توقع کی جاتی کہ لوگ ان نمونوں کے نقش قدم پر چلیں گے۔عام لوگ بھی ان کہانیوں میں کشش محسوس کرتے تھے جن میں اکثر ڈرامائی کیفیت اور مختلف قسم کے مضبوط جذبات، وفاداری، دوستی، محبت، بہادری، غصے، وغیرہ کا اظہار ہوتا تھا۔

کیا ان کہانیوں میں عورتوں کو بھی کوئی جگہ مل جاتی تھی؟ کبھی کبھی یہ پورے اختلاف یا جھگڑے کا سبب نظر آتی ہیں اور مرد انھیں جیتنے کے لیے یا ان کی حفاظت کے لیے آپس میں لڑتے تھے۔عورتوں کو زندگی اور موت دونوں صورتوں میں اپنے شوہروں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے

نقشہ-1
اس باب میں بحث کیے گئے خطے

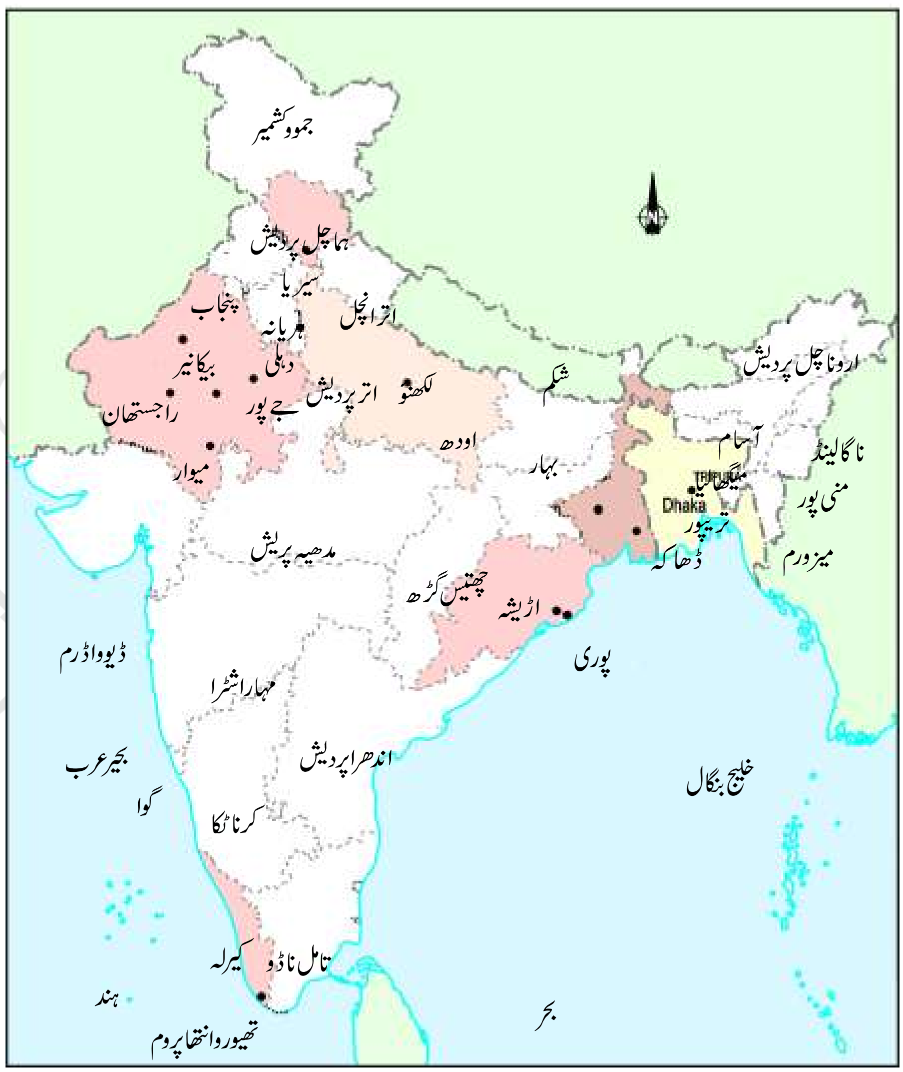

دکھایا جاتا تھا۔ 'ستی' کی روایت کی کہانیاں بھی ہیں جن میں بیوہ اپنے مردہ شوہر کی چِتا پر خود کو جلا لیتی تھی۔ اس طرح وہ عورتیں جو بہادروں کے مقصد کی پیروی کرتی تھیں انھیں اکثر اس کی قیمت اپنی جان سے چکانی پڑتی تھی۔

معلمات حاصل کیجیے۔ کیا آپ کے شہر یا گاؤں میں کسی ہیرو یا ہیروئن کی پوجا ہوتی ہے ان کے ساتھ کیا خصوصیات منسوب کی جاتی ہیں؟ یہ راجپوت سورماؤں کی مثالوں سے کیا یکسانیت یا فرق رکھتے ہیں؟

علاقائی کی سرحدوں سے پرے: کتھک کی کہانی

اگر مختلف خطوں میں مختلف سورمائی روایتیں الگ الگ طریقوں میں ملتی ہیں تو یہی صورت رقص کی ہے۔ آیئے ذرا رقص کے ایک طریقے کتھک کی مثال دیکھیں، جو شمالی ہندوستان کے مختلف خطوں سے منسوب کیا جاتا ہے۔ 'کتھک' کی اصطلاح 'کتھا' لفظ سے بنائی گئی ہے جو سنسکرت اور دوسری زبانوں میں کہانی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ کاتھک بنیادی طور پر کہانی سنانے والوں کی ایک ذات ہوتی تھی جو شمالی ہندوستان کے مندروں میں اپنی کہانیوں کو جسمانی جذبات کے اظہار اور گیتوں کے ساتھ سنایا کرتے تھے۔ کتھک نے اپنی ایک علاحدہ پہچان کے ساتھ بطور رقص پندرھویں سولھویں صدی میں بھکتی تحریک کے ساتھ ترقی شروع کی۔ رادھا کرشن کے بارے میں روایتوں اور کہانیوں کو لوک ناٹکوں میں راس 'لیلا' کے نام سے اداکاری کے ساتھ بیان کیا جاتا تھا۔ اس میں لوک ناچ اور کاتھکوں کی بنیادی حرکات وسکنات ملی جلی ہوتی تھیں۔

مغل بادشاہوں اور ان کے امرا کے درباروں میں کتھک پیش کا جاتا تھا یہیں سے اس نے اپنی موجودہ خصوصیات حاصل کیں اور اسے ممتاز رقص کی حیثیت سے فروغ ہوا۔ اس کے بعد اس کی دو روایتیں یا گھرانے ابھرے ایک راجستھان کے دربار (جے پور) اور دوسرا لکھنؤ میں۔ اودھ کے آخری نواب واجد علی شاہ کی سرپرستی میں یہ فن (آرٹ) کے ایک بہت اہم انداز کے روپ میں ابھرا۔ انیسویں صدی کی تین چوتھائی تک صرف انھیں دو خطوں میں نہیں بلکہ آس پاس کے موجودہ علاقوں پنجاب، ہریانہ، جموں وکشمیر، بہار اور مدھیہ پردیش میں رقص کے ایک انداز کے طور پر مضبوطی سے قدم جما چکا تھا۔ اس میں سب سے زیادہ توجہ پریشان کن اور پیروں کی تیز حرکت، مکمل اور خوبصورت لباس اور ساتھ ہی کہانی کے اظہار پر دی جاتی تھی۔

شکل-5
رقص سکھانے کی کلاسیں
لکشمانا مندر، کھجوراہو۔

دوسری اور بہت سی تہذیبی روایتوں کی طرح کتھک کو بھی انیسویں اور بیسویں صدی میں برطانوی انتظامیہ کا طبقہ ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ بہرحال اسے درباری فن ہونے کی وجہ سے متواتر زندہ رکھا اور آزادی کے بعد کے چھے کلاسیکی رقصوں میں سے ایک قسم کے طور پر اسے تسلیم کیا گیا۔

کلاسیکی رقص

فن کے کسی انداز (آرٹ) فارم کو ''کلاسیکی''فن کے طور پر بیان کرنے کا کام کبھی کبھی کافی پیچیدہ ہوجاتا ہے۔ کیا ہم کسی ایسی چیز کو کلاسیکی کہہ سکتے ہیں جس کا موضوع مذہبی ہو؟ یا ہم کسی چیز کو کلاسیکی اس لیے مان لیتے ہیں کہ اس میں مہارت حاصل کرنے کے لیے برسوں محنت کرنی پڑتی ہے؟ یا یہ اس لیے کلاسیکی ہوتی ہے کہ اسے بندھے ٹکے قاعدوں اور ضابطوں کے ساتھ پیش کرنا ہوتا ہے اور اس میں تبدیلی کو ناپسند کیا جاتا ہے؟ یہ وہ سوال ہیں جن کے بارے میں ہمیں سوچنا چاہیے یہ بات بھی یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ رقص کے بہت سے طریقے جنھیں لوک ناچوں کے خانے میں رکھا جاتا ہے ان میں بہت سی خصوصیات شامل ہیں جنھیں خاص کلاسیکی طریقوں کا حصہ مانا جاسکتا ہے۔ اس طرح کلاسیکی، اصطلاح کے استعمال سے یہ اشارہ تصور کیا جاسکتا ہے کہ اعلا درجے کا طریقہ ہے مگر ضروری نہیں ہے کہ ہر حال میں حقیقت ہو۔

آج کل رقص کے جن طریقوں کو (کتھک کے ساتھ) کلاسیکی مانا جاتا ہے وہ ہیں:

بھارت ناٹیم (تامل ناڈو)

کتھاکلی (کیرالہ)

اوڈیسی (اڑیسہ)

کوچی پوڈی (آندھراپردیش)

منی پوری (منی پور)

شکل-6
کتھک رقاصائیں ایک درباری مصوری۔

? ان کلاسیکی رقص کے طریقوں سے کسی ایک کے بارے میں اور معلومات حاصل کیجیے۔

سرپرستوں کے لیے قلمی تصویر بنانا: چھوٹی تصویریں بنانے کی روایت

ایک اور روایت جس نے مختلف شکلوں میں ترقی کی وہ چھوٹی تصویریں (Miniature Painting) بنانے کی تھی۔ چھوٹی تصویر جیسا کہ اس کے نام سے ہی ظاہر ہوتا ہے، چھوٹے سائز کی تصویریں ہوتی ہیں جنھیں عام طور پر کپڑے یا کاغذ پر بنایا جاتا ہے۔ سب سے پرانی چھوٹی تصویریں تاڑ کے پتوں اور لکڑی پر تھیں۔ ان میں سب سے خوبصورت تصویریں، مغربی ہندوستان، جینی متنوں کو مزینکرنے میں استعمال ہوتی تھیں۔ مغل شہنشاہ اکبر، جہاں گیر اور شاہ جہاں نے اعلا درجے کے تربیت یافتہ مصوروں کی سرپرستی کی جنھوں نے بنیادی طور پر تاریخی کتابوں اور شاعری کی کتابوں کی مصوری کی۔ یہ عام طور پر بہت روشن رنگوں میں بنائی جاتی تھیں اور ان میں عام طور پر دربار کے منظر، میدان جنگ یا شکار کے منظر اور سماجی زندگی کے دوسرے رخوں کو ظاہر کیا جاتا تھا۔ عموماً یہ تحفے کے طور پر آپس میں لی دی جاتی تھیں۔ اس لیے ان کے دیکھنے والے گنے چنے کچھ لوگ ہوتے تھے جو شہنشاہ یا اس کے بہت قریبی ساتھی ہوتے تھے۔

شکل 7
شکار کے دوران اکبر کو آرام کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ مغل چھوٹی تصویر

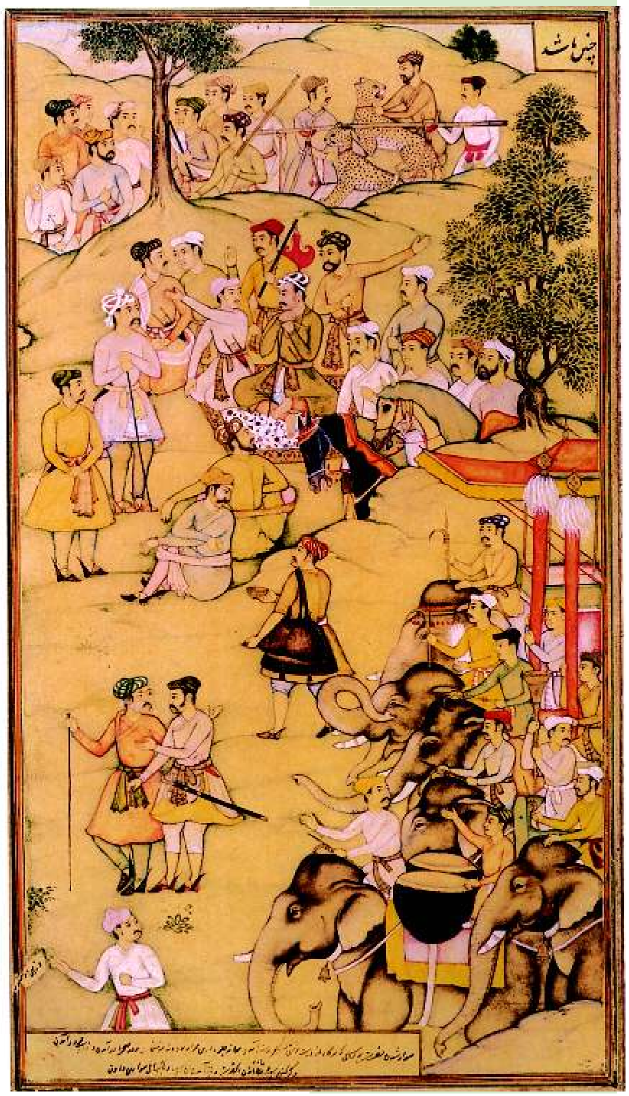

مغلیہ سلطنت کے زوال کے ساتھ بہت سے مصور آس پاس ابھرتی ہوئی ریاستوں میں چلے گئے (باب 10 بھی ملاحظہ کیجیے)۔ اس کے نتیجے میں مغل مصوری کی لطافتیں دکن اور راجستھان کے علاقائی درباروں پر اثر انداز ہوئیں ساتھ ہی ساتھ انھوں نے اپنی ممتاز اور علاحدہ خصوصیات کو بھی برقرار رکھا۔ مغل انداز کو اپناتے ہوئے حکمرانوں کی تصویریں (Portrait) اور دربار کے منظر اتارے گئے۔ اس کے علاوہ میواڑ، جودھپور، بوندی، کوٹا اور کشن گڑھ میں دیو مالائی داستانوں اور شاعری کی مصوری بھی کی گئی۔

ایک اور خطہ جس نے چھوٹی مصوری میں کشش محسوس کی وہ ہمالیائی دامن کا علاقہ تھا جو آج ہماچل پردیش اور اس کے

شکل8
مہارانا رام سنگھ دوم ہولی کھیلتے ہوئے۔
راجپوت چھوٹی تصویر، کوٹا۔

گردونواح کا علاقہ ہے۔ سترھویں صدی کے آخری حصے تک اس خطے نے ایک بہت واضح اور تفصیلات سے پُر چھوٹی مصوری کا اپنا ایک ممتاز انداز جسے 'بسوہلی' کہتے ہیں، بنالیا تھا۔ یہاں جن مشہورترین متنوں کی مصوری کی گئی وہ بھانودتا کی 'رسمنجری' کا متن تھا۔ نادرشاہ کے دہلی پر حملے اور 1739 میں دہلی کی فتح کے نتیجے میں مغل مصور میدانی علاقے کی غیر یقینی کیفیات سے گھبرا کر پہاڑوں کی طرف ہجرت کرگئے۔ یہاں انھیں خوش آمدید کہنے والے مربی اور سرپرست آسانی سے

شکل9
کرشن، رادھا اور اس کی سہیلیاں۔
پہاڑی چھوٹی تصویر، کانگڑا۔

مل گئے جس نے کانگڑہ طرزِ مصوری کے لیے راستہ ہموار کردیا۔ اٹھارھویں صدی کے درمیانی حصے تک کانگڑہ مصوروں نے مصوری کا ایک انداز اپنالیا جس نے چھوٹی مصوری میں ایک نئی روح پھونک دی۔ اس تحریک کا سوتا یا ذریعہ ویشنوی روایات تھیں۔ نرم رنگ جس میں سکون بخش نیلے اور ہرے رنگ شامل تھے، اور موضوعات میں ایک موسیقیت کا سا امتیاز اس کانگڑہ مصوری کی اہم ترین خصوصیات تھیں۔

یاد رکھیے کہ عام مرد اور عورتیں بھی برتنوں، دیواروں، فرشوں اور کپڑوں پر مصوری کرتی تھیں۔ یہ بھی ایسے مصوری کے نمونے ہیں جو بعض اوقات بچے رہے، ظاہر ہے یہ مصوری کے چھوٹے نمونے تو نہیں تھے جو صدیوں تک مختلف محلوں میں احتیاط کے ساتھ محفوظ رکھے رہتے۔

بنگال پر ایک عمیق نظر

علاقائی زبان کی ترقی

جیسا ہم نے شروع میں دیکھا تھا کہ لوگ کسی علاقے کو اس کی زبان سے پہچاننے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی لیے ہمیں یقین ہوتا ہے کہ بنگال کے لوگ ہمیشہ بنگالی بولتے ہیں۔ بہرحال اس سلسلے میں جو بات دلچسپ ہے وہ یہ ہے کہ اب یوں تو بنگالی کو سنسکرت سے ہی نکلی ایک زبان مانا جاتا ہے لیکن شروع کے سنسکرت متنوں یا تحریروں (پہلے قبل مسیحی دور کے ہزارے کا پہلا حصہ) سے ظاہر ہوتا ہے کہ بنگال کے لوگ سنسکرت نہیں بولتے تھے۔ پھر آخر نئی زبان کس طرح وجود میں آئی ہے۔

شکل 10
تاڑ کے پتے پر ایک مخطوطے کا ایک صفحہ جو بنگالی رامائن کے سب سے پہلے روپ کا حصہ ہے۔

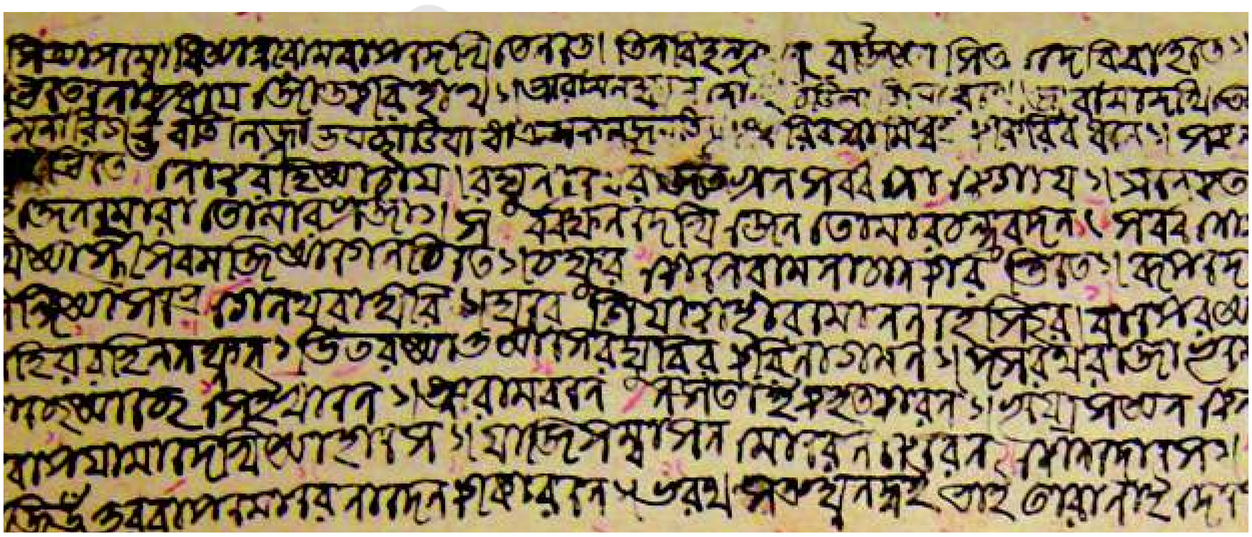

چوتھی-تیسری صدی قبل مسیحی دور سے بنگال اور مگدھ (جنوبی بہار) کے درمیان تجارتی رشتے بڑھنے شروع ہوئے جنھوں نے سنسکرت کے اثرات کو پھیلانے اور مضبوط کرنے میں مدد کی ہوگی۔ چوتھی صدی میں گپتا حکمرانوں نے شمالی بنگال پر سیاسی تسلط قائم کرلیا اور اس علاقے میں برہمنوں کو آباد کرنا شروع کیا۔ اس طرح گنگا وادی کے وسطی حصے کا لسانی اور تہذیبی اثر مضبوط ہونا شروع ہوا۔ ساتویں صدی میں چینی سیاح زوان زانگ (Xuan Zang) نے لکھا ہے کہ سنسکرت سے رشتہ رکھنے والی زبانیں پورنیں بنگال میں استعمال ہو رہی تھیں۔

آٹھویں صدی سے بنگال پالاس حکمرانوں کی علاقائی حکومت کا مرکز بن گیا (باب 2)۔ چودھویں اور سولھویں صدیوں کے درمیان بنگال میں ایسے سلطانوں کی حکمرانی رہی جو دہلی کے سلطانوں سے آزاد تھے (باب 3)۔ 1586 میں اکبر نے جب بنگال کو فتح کیا تو یہ بنگال کے پورے صوبے کی سیاسی زندگی کا مرکز بن گیا۔ جب کہ انتظامیہ کی زبان فارسی ہی رہی، بنگالی نے علاقائی زبان کی حیثیت سے ترقی کی۔

حقیقت میں پندرھویں صدی تک مختلف بنگالی بولیوں کے گروپ کو ایک عمومی ادبی زبان (بنگالی) نے، جو اس خطے کے اس مغربی حصے میں بولی جاتی تھی، جسے اب مغربی بنگال کہا جاتا ہے، نے آپس میں متحد کر کے ایک ادبی زبان کا روپ دے دیا۔ اس طرح اگرچہ بنگالی سنسکرت کی ہی ایک شاخ ہے لیکن وہ ترقی کے کئی مرحلوں سے گذر رہی ہے۔ پھر اس میں بہت سے غیر سنسکرت الفاظ ہیں جو متعدد ذرائع سے لیے گئے ہیں جن میں قبائلی زبانیں، فارسی اور یوروپی زبانیں شامل ہیں، یہ سب جدید بنگالی کا حصہ بن گئیں۔

شروع کا بنگالی ادب دو حصوں میں بانٹا جاسکتا ہے۔ ایک جو سنسکرت کا مرہون منت ہے، اور دوسرا جو اس سے آزاد ہے۔ پہلے میں سنسکرت رزمیہ کے ترجمے، 'منگل کاویہ' (لفظی طور پر مقامی دیوی دیوتاؤں کی عقیدت میں لکھی گئی نظمیں) اور بھکتی ادب شامل ہے جیسے چیتنیہ دیوا کی سوانح عمریاں جو ویشنو بھکتی تحریک کے قائد تھے (باب 8)۔

دوسرے حصے میں ناتھ ادب آتا ہے جیسے مایا نامتی اور گوپی چندر کے گیت، دھرم ٹھاکر پوجا سے متعلق کہانیاں اور پریوں کی کہانیاں، لوک کہانیاں اور عام اساطیری گیت شامل ہیں۔

© NCERT not to be republished

مایا نامتی، گوپی چندر اور دھرم ٹھاکر

ناتھ، تارک الدنیا درویش تھے اور مختلف قسم کی یوگی ریاضتوں میں مصروف رہتے تھے۔

اس خاص گیت میں جسے کئی بار ڈرامائی روپ میں بھی پیش کیا جاتا تھا، بیان کیا گیا ہے کہ کس طرح ایک رانی مایا نامتی نے اپنے بیٹے گوپی چندر کو حوصلہ دیا کہ وہ ہر طرح کی رکاوٹوں کے باوجود ترکِ دنیا اور فقیری کا راستہ چُن لے۔

دھرم ٹھاکر ایک مقبول علاقائی دیوتا ہے جسے عام طور پر ایک پتھر کے ٹکڑے یا لکڑی کے روپ میں پوجا جاتا ہے۔

؟

آپ کے خیال میں کیا دوسرے حصے کا متن نہیں تحریر کیا گیا تھا؟

پہلے حصے سے متعلق متنوں یا تحریروں کی تاریخ یعنی زمانہ معین کرنا نسبتاً آسان ہے، کیونکہ بہت سے مسودوں پر اظہار کردیا گیا ہے کہ یہ پندرھویں صدی کے آخری اور اٹھارھویں صدی کے درمیانی حصے میں تالیف کیے گئے تھے۔ دوسرے حصے میں آنے والے ادب چونکہ زبانی گشت کرتے تھے اس لیے ان کی تاریخ متعین کرنا مشکل ہے۔ یہ عام طور پر مشرقی بنگال میں مقبول تھے، جہاں برہمنوں کے اثرات نسبتاً کم تھے۔

پیر
ایک فارسی لفظ ہے جس کے معنی ہیں روحانی رہنما

پیر اور مندر

سولھویں صدی سے لوگ کم زرخیز مغربی بنگال کے علاقوں سے جنوب مشرقی جنگل والے اور دلدل والے علاقوں کی طرف بڑی تعداد میں منتقل ہونا شروع ہوئے۔ جیسے جیسے یہ مشرق کی طرف بڑھے انھوں نے زمینیں صاف کیں اور چاول کی کھیتی کرنی شروع کر دی۔ رفتہ رفتہ وہاں کے مچھیروں کے مقامی گروپ اور منتقل ہونے والے زراعت پیشہ لوگ جو زیادہ تر قبائلی تھے، کسانوں کے نئے طبقوں میں مل گئے۔

یہ اس وقت ہوا جب بنگال پر مغلوں کا تسلط قائم ہوا، جس کا دارالحکومت ڈھاکہ، مشرقی ڈیلٹا کے عین مرکز میں تھا۔ افسروں اور کارکنوں کو زمینیں عطا ہوئیں اور انھوں نے مسجدیں قائم کیں جنھوں نے کبھی کبھی مذہبی تبدیلی کے مرکزوں کے طور پر بھی کام کیا۔

شروع شروع میں آباد ہونے والوں کو ان نئی بستیوں کی غیر مستحکم حالت میں کسی نظم وضبط کی

© NCERT not to be republished

ضرورت تھی۔ یہ نظم وضبط فرقے کے رہنماؤں کی طرف سے حاصل ہوتا تھا جو بعض اوقات استاد اور فیصلہ کرنے والوں کا کردار بھی ادا کرتے تھے اور انھیں کبھی کبھی مافوق الفطرت طاقتوں کا رکھنے والا بھی بتایا جاتا تھا۔ لوگ ان کے پاس محبت اور عقیدت سے جاتے تھے اور انھیں ایک 'پیر' کی طرح عزت واحترام دیتے تھے۔

اس اصطلاح میں سنت یا صوفی اور دوسرے مذہبی لوگ، باہمت نوآبادکار، سپاہیوں کو دیوی دیوتاؤں کی جگہ ماننے والے، بہت سے ہندو اور بودھ دیوتاؤں سے عقیدت رکھنے والے یہاں تک کہ دنیا کی چیزوں، پیڑ پودوں میں روح ماننے والے شامل تھے۔ پیروں کا یہ مسلک یا فرقہ بہت مقبول ہوا اور ان کی خانقاہیں اور مزار بنگال میں ہر طرف پھیلے پڑے ہیں۔

بنگال میں اسی زمانے میں مندر سازی کی ایک لہر سی نظر آتی ہے جو پندرھویں صدی کے آخری حصے سے انیسویں صدی میں پوری ہوئی۔ ہم نے دیکھا تھا کہ (باب 2 اور 5) مندر اور دوسری مذہبی عمارتیں عام طور پر وہ افراد یا گروہ بنوایا کرتے تھے جو طاقت ور ہو جاتے تھے۔ اپنی طاقت اور اپنی پاکبازی، دونوں کے مظاہرے کے لیے۔ معمولی اینٹوں یا مٹی کی کھپریلوں کے بہت سے مندر بنگال میں بہت سے 'نچلے' سماجی گروہوں کی مدد سے بنائے ہوئے نظر آتے ہیں۔ جیسے 'کولو' (تیلی) اور 'کنساری' (گھنٹی دھات کا کام کرنے والے)۔ یوروپی تجارتی کمپنیوں کی آمد نے نئے معاشی مواقع پیدا کیے جنھیں ان سماجی گروپوں سے تعلق رکھنے والے بہت سے خاندانوں نے اپنایا۔ جب

(Animism)
دنیا کی چیزوں میں روح کا تصور
پودوں میں زندہ روح کا تصور غیر
جاندار اور قدرتی اشیا میں روح کا عقیدہ

?
یہاں دکھائے گئے مندروں کا باب 2 کے مندروں سے موازنہ کیجیے۔

شکل 11
ایک دوہری چھت والی چھپر کی جھونپڑی۔

شکل 12
چار چھت اور مینار والا ایک مندر

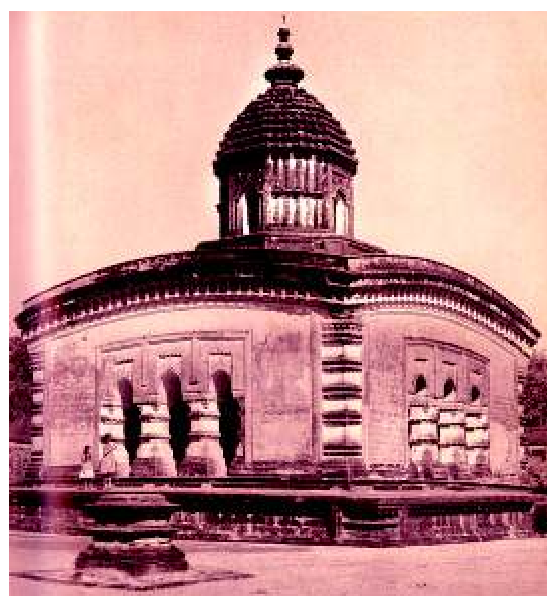

شکل13
کرشن گوپیوں کے ساتھ۔ پکائی مٹی کی ایک لوح شیامارایا مندر، وشنو پور سے

ان کی سماجی اور معاشی حالت میں بہتری آئی تو انھوں نے اپنی حیثیت کو مندر بنوا کر ظاہر کیا۔ جب مقامی دیوی دیوتا، جو گاؤں کی جھونپڑیوں اور چھپروں میں پوجے جاتے تھے، بحیثیت برہمن تسلیم کر لیے گئے تو ان کے مجسموں کو مندروں میں رکھنا شروع کر دیا گیا۔ مندروں کی تعمیر میں دوہری چھت (دوچالا) اور چوہری چھت (چوچالا) کی جو چھپروں والی جھونپڑیوں میں ہوتی تھیں نقل کی جانے لگی۔ باب 5 (میں 'بنگلا ڈوم' کو یاد کیجیے)۔ اس نے مندر کے طرزِ تعمیر میں مخصوص بنگالی طرز کے لیے راستے کھول دیے۔

نسبتاً زیادہ پیچیدہ، چار چھت والی عمارت کے لیے چار تکونی چھتوں کو چار دیواروں سے اس طرح اٹھایا جاتا تھا جو ایک مدوّر لائن یا نقطے تک پہنچتی تھیں۔ مندر عام طور پر کسی چوکور چبوترے پر بنائے جاتے تھے۔ اندر کا حصہ نسبتاً سادہ ہوتا تھا مگر بہت سے مندروں کی بیرونی دیواریں نقاشی یا مصوری، سجاوٹی ٹائلوں یا پکائی مٹی کی تختیوں سے بہت اچھی طرح سجائی جاتی تھیں۔ خصوصاً مغربی بنگال کے ضلع بنکورا میں وشنو پور کے مندروں میں اس قسم کی سجاوٹیں اپنی خوبصورتی اور کمال کے اعتبار سے بہت اعلیٰ درجے پر پہنچ گئیں۔

مچھلی، غذا کے طور پر

کسی جگہ کی مقامی غذائی عادتیں عام طور پر وہاں فراہم ہونے والی اشیا پر مبنی ہوتی ہیں۔ بنگال دریائی ساحل کے میدان میں واقع ہے اور وہاں بڑی مقدار میں چاول اور مچھلی ملتی ہے۔ اسی لیے غریب سے غریب بنگالی کے کھانوں یا دسترخوان پر یہ دو چیزیں ضرور نظر آتی ہیں۔ مچھلی کا شکار بنگال میں ہمیشہ سے ایک اہم پیشہ رہا ہے اور بنگال کے ادب میں مچھلی سے متعلق متعدد حوالے ملتے ہیں۔ اس سے بھی آگے بڑھ کر مندروں اور بودھ وہاروں (بدھ خانقاہوں) کی دیواروں پر لگی پکائی مٹی کی لوحوں پر مچھلی کو صاف کرتے اور ٹوکروں میں بازار لے جاتے دکھایا گیا ہے۔

شکل 14
گھریلو استعمال کے لیے مچھلی صاف کرتے ہوئے۔ ویشالکشی مندر، آرام باغ کی ایک پکائی مٹی کی لوح۔

برہمنوں کے لیے 'گوشت خوری' کی ممانعت تھی، لیکن مقامی غذا میں مچھلی کی اس قدر مقبولیت کے اثر نے برہمنوں کے صاحب اختیار زمرے کو مجبور کیا کہ وہ بنگالی برہمنوں کے لیے اس ممانعت میں ڈھیل دیں۔ بنگال کے تیرھویں صدی کے ایک سنسکرت متن 'برہادھرما پوران' میں برہمنوں کو کچھ مخصوص مچھلی کی قسمیں کھانے کی اجازت

یوروپ میں قومی ریاستوں کا ظہور

اٹھارھویں صدی تک، یوروپ میں لوگ کسی سلطنت کی رعایا کی حیثیت رکھتے تھے۔ جیسے 'آسٹریا ہنگری' سلطنت، یا کسی کلیسا کے ممبر ہوتے تھے جیسے یونانی قدیمی کلیسا (گریک اورتھوڈوکس چرچ)۔ لیکن اٹھارھویں صدی کے آخری حصے سے لوگوں نے اپنی شناخت کسی ایسے سماج سے بھی کرنی شروع کی جو ایک ہی زبان بولتا تھا، جیسے فرانسیسی یا جرمن زبان۔ انیسویں صدی کے ابتدائی حصے سے رومانوی اسکول کے نصاب کی کتابیں یونانی کے بجائے رومانی زبان میں لکھی جانے لگیں۔ اسی طرح ہنگری میں لاطینی کے بجائے ہنگری زبان کو سرکاری زبان تسلیم کرلیا گیا۔ یہ اور ایسی ہی کچھ اور تبدیلیوں نے لوگوں میں یہ احساس پیدا کیا کہ ہر زبان بولنے والا سماج ایک علاحدہ قوم ہے۔ اس احساس میں اطالوی جرمن اتحاد نے انیسویں صدی کے آخر میں اور تقویت بخشی۔

© NCERT not to be republished

ذرا تصور کیجیے

آپ ایک راجپوت شہزادے ہیں۔ آپ اپنی کہانی کو کس طرح بیان کرنا چاہیں گے؟

ذرا یاد کریں

1۔ درج ذیل کو ملائیے

اننتا ورمن	کیرالہ
جگن ناتھ	بنگال
ماہودیا پورم	اڑیسہ
لیلا تلکّم	کانگڑا
منگلا کاویہ	پوری
چھوٹی تصویر	کیرالہ

2۔ منی پاراولم کیا ہے؟ اس زبان میں لکھی ہوئی کسی کتاب کا نام بتائیے۔

3۔ کتھک کے اصلی سرپرست کون تھے؟

4۔ بنگال کے مندروں کے طرزِ تعمیر کی اہم خصوصیات کیا ہیں؟

کلیدی الفاظ

کلاسیکی

چھوٹی تصویر

پیر

بولی

© NCERT not to be republi

آیئے مباحثہ کریں

5۔ پھیری لگا کر گانے والے بہادروں کے کارنامے کیوں بیان کیا کرتے تھے؟

6۔ ہم عام لوگوں کے مقابلے میں بادشاہوں کے کلچرل کاموں کے بارے میں کیوں زیادہ معلومات رکھتے ہیں؟

7۔ فاتح حکمران پوری میں جگن ناتھ مندر پر کیوں گرفت رکھنے کی کوشش کرتے تھے؟

8۔ بنگال میں مندر کیوں بنوائے گئے؟

آیئے کچھ کریں

9۔ اپنے علاقے کی تہذیب کی سب سے اہم خصوصیات بیان کیجیے، جن میں عمارتوں، پیش کیے جانے والے فن اور مصوری پر خاص توجہ ہو۔

10۔ کیا آپ مختلف زبانیں استعمال کرتے ہیں: (الف) بولنے میں (ب) پڑھنے میں اور (ج) لکھنے میں؟ آپ جو زبان استعمال کرتے ہیں اس میں سے کسی ایک کی بناوٹ کے بارے میں معلوم کیجیے اور گفتگو کیجیے کہ آپ کو یہ کیوں دلچسپ لگی۔

11۔ شمال، مغرب، جنوب، مشرق اور وسطی ہندوستان میں سے ایک ایک ریاست چنیے۔ ان میں سے ہر ایک کے لیے ایک فہرست بنائیے جس میں ان کھانوں کے نام ہوں جو وہاں عام طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ ان میں اگر آپ کچھ یکسانیت یا فرق محسوس کریں تو انھیں واضح کیجیے۔

12۔ ان ہی خطوں سے پانچ دوسری ریاستوں کی فہرست بنائیے اور ان میں سے ہر ایک ریاست میں عام مرد اور عورتیں جو لباس پہنتے ہیں ان کی فہرست بنائیے۔ اپنی معلومات پر گفتگو کیجیے۔

© NCERT not to be republished